101130-خاونداور بیوی کے مابین محبت ومودت

سوال

اس سلسلہ میں کیا حکم ہے کہ میں جب بیماری ہوں تو کچھ آرام کرلوں، مثال کے طور پر درد شقیقہ یا دوسری عصبی مشکلات وسختات کے وقت، جیسا کہ ڈاکٹر کہتا ہے مجھے آرام کی ضرورت ہے، لیکن میرا خاوند اسے تسلیم نہیں کرتا کہ مجھے آرام نہیں کرنے دیتا، (ہمارے بچے بھی ہیں) حتی کہ میرا خاوند یہ تسلیم ہی نہیں کرتا کہ مجھے کوئی بیماری اور صحت کی پریشانی لاحق ہو سکتی ہے کیونکہ میں جوان ہوں اور وہ اس پر مطمئن ہے کہ میرا ان مشکلات میں پڑنا محال ہے برائے مہربانی مجھے بتایا جائے کہ میں کیا کروں ؟

پسندیدہ جواب

شریعت مطہرہ میں نکاح کے عظیم مقاصد میں سب سے بڑا اور عظیم مقصد خاونداور بیوی کے مابین محبت ومودت پیدا کرنا ہے، اسی اساس وبنیاد پر ازدواجی زندگی کی ابتدا ہونی چاہیے اور ساری زندگی یہی محبت ومودت پائی جائے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اوراس کی نشانیوں میں یہ بھی شامل ہے کہ اس اللہ نے تمہارے لیے تمہارے نفسوں میں سے ہی تمہاری بیویاں پیدافرمائیں تاکہ تم اس کی طرف سکون وآرام پاؤ، اوراس نے تمہارے مابین محبت ومودت بنائی}.الروم (21).

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

" المودۃ: یہ محبت کا نام ہے، اور "الرحمۃ" یہ نرمی ورحدلی کو کہا جاتا ہے، کیونکہ آدمی عورت کو اپنے پاس یا تو اس سے محبت کی بنا پر رکھتا ہے، یا پھر اس سے نرمی ورحدلی کے لیے کہ اس سے اس کی اولاد ہوگی ".

ہماری عزیز بہن ہم آپ کو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ آپ سے محبت ومودت کہیں غائب نہ ہوجائے، جس کا اللہ سبحانہ وتعالی نے خاونداور بیوی کے مابین پایا جانا مندرجہ بالا آیت میں بیان کیا ہے.

آپ ذرا امہات المومنین اور صحابہ کرام کی بیویوں کے حالات کے بارہ میں غوروفکر کریں خاص کر خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بسر کیا ہوا دور یاد کریں، اورا پنے خاندان اور گھرانے کو سعادت منداور خوش رکھنے کی کوشش کریں ان شاء اللہ آپ اس کا اثر ضرور پائیں گی.

دلوں کو موہ لینے کا سب سے بڑا سبب ہشاش بشاش چہرہ اور نرم واچھی بات ہے، جیسا کہ بعض صالحین سے مروی ہے کہ :

" نیکی تو بڑی ہی آسان ہے؛ ہشاش بشاش چہرہ اور نرم واچھا قول "

لہذا آپ کے لیے اپنے خاوند کے ساتھ یہی نیکی کافی ہے تاکہ وہ آپ کا قیدی بن جائے، اور آپ اس کے دل کو حاصل کرسکیں، اورا پنے لیے اس کے دل میں محبت ومودت پیدا کر سکیں.

بلکہ اس سب کچھ سے قبل اور اس سے بڑھ کر تو ہمارے پروردگار جل جلالہ کا فرمان ہے :

.{اور نیکی وبرائی برائی نہیں ہو سکتی، آپ برائی کو بھلائی سے دور کریں، تو وہ جس کے اور آپ کے درمیان عداوت ودشمنی ہے وہ آپ کا دلی دوست بن جائیگا}.

.{اور یہ چیز تو انہیں ہی نصیب ہوتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں، اور اسے سوائے بڑے نصیبے والوں کے کوئی اور نہیں پا سکتا}. فصلت (3534).

شیخ سعدی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں رقمطراز ہیں :

" یعنی اللہ سبحانہ وتعالی کی رضا وخوشنودی کے لیے نیکی اور بھلائی کے کام اور اللہ کی اطاعت کرنا اور اللہ کی معصیت ونافرمانی اور گناہ کرنا جس سے اللہ ناراض ہوتا برابر نہیں ہو سکتا.

اور نہ ہی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور مخلوق کے ساتھ برا سلوک کرنا برابر ہو سکتا ہے، نہ تو ذاتی طور پر اور نہ ہی صفاتی طور پر اور نہ ہی اس کے بدلے میں :

فرمان باری تعالی ہے :

احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ کچھ نہیں.

پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے خاص احسان کا حکم دیا ہے جس کے لیے بہت بڑا موقع ہے وہ یہ کہ جس نے آپ کے ساتھ برا سلوک کیا اس کے ساتھ آپ احسان واچھائی کریں.

فرمان باری تعالی ہے :

آپ برائی کو اچھائی کے ساتھ دور کریں.

یعنی جب مخلوق میں سے کوئی آپ کے ساتھ برا سلوک کرے خاص کر جس کا آپ پر بہت بڑا حق ہو مثلا عزیز واقارب اور رشتہ دار اور دوست واحباب وغیرہ کوئی غلط بات کہے یا برا فعل کرے تو آپ اس کے مقابلہ میں اس کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کریں.

اگر وہ آپ سے قطع تعلقی کرتا ہے تو آپ اس سے صلہ رحمی کا سلوک کریں، اور اگر آپ پر ظلم و ستم کرتا ہے تو آپ اس کو معاف کر دیں، اور اگر وہ آپ کی موجودگی یا غیر حاضری میں آپ کے خلاف بات کرتا ہے تو آپ اس کا مقابلہ مت کریں بلکہ اسے معاف کر دیں، اور اس سے نرم بات چیت کا مظاہر کریں.

اور اگر وہ آپ سے بائیکاٹ کرتا ہے اور آپ سے بات چیت بند کر دیتا ہے تو آپ اس سے اچھی کلام کریں، اور اس کے لیے سلامتی وسلام پیش کرے، اس لیے اگر آپ برے سلوک کا مقابلہ اچھائی اور بھلائی کے ساتھ کریں گے تو عظیم الشان فائدہ حاصل ہوگا.

تو وہی جس کے اور آپ کے مابین عداوت ودشمنی ہے وہ آپ کا دلی دوست بن جائیگا.

یعنی گویا کہ وہ آپ کا قریبی اور شفقت کرنے والا ہے.

" وما یلقاھا " یعنی اس خصلت حمیدہ کا مالک وہی ہو سکتا ہے، اور اس کی توفیق اسے ہی حاصل ہوگی جنہیں درج ذیل خصلت حاصل ہوگی.

" الا الذین صبروا "

جنھوں نے بری چیز کے مقابلہ میں صبر و تحمل سے کام لیا اور اپنے آپ کو اللہ سبحانہ و تعالی کی اطاعت فرمانبرداری اور محبوب اشیاء پر مجبور کیا، کیونکہ نفوس تو پیدائشی طور پر برے سلوک کا مقابلہ برے سلوک کے ساتھ کرنے پر تیار ہیں اور معاف نہیں کرتے، تو پھر احسان کیسے ؟

اس لیے جب کوئی شخص صبر و تحمل سے کام لے اور اپنے پروردگار کے حکم کے سامنے سر خم تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل کرے، اور عظیم اجرو ثواب کو پہچان لے، اور یہ و معلوم کر لیتا ہے کہ برا سلوک کرنے والے کا مقابلہ برے سلوک کے ساتھ کرنے میں کوئی فائدہ نہیں، اور اسے یہ معلوم ہو جائے کہ عدوات و دشمنی تو شدت و سختی میں اضافہ کا باعث بنتی ہے، اور برا سلوک کرنے والے کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے اس کی قدر کی قدر و منزلت میں کوئی کمی نہیں ہوگی، بلکہ جو شخص اللہ کے لیے تواضع و عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالی اس کی عزت میں اور اضافہ کرتا ہے، تو وہ شخص احسان اور اچھا سلوک کرنے میں لذت محسوس کرتا ہے.

"وما یلقاھا الاذو حظ عظیم"

اور یہ چیز تو بڑے نصیبے والے کو ہی حاصل ہوتی ہے.

کیونکہ یہ خصلت تو خاص شخص کو ہی حاصل ہوتی ہے، جس سے بندہ دنیا و آخرت میں رفعت و بلندی حاصل کرتا ہے، اور یہی مکارم اخلاق کی خصلت میں شامل ہوتا ہے" انتہی

دیکھیں: تفسیر السعدی (549-550).

جب یہ سب کچھ مخلوق کے متعلق ہے، تو پھر آپ کے خاوند کے ساتھ کیسا سلوک کرنے کا حکم ہوگا، اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ:

"اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی (غیر اللہ) کو سجدہ کرے تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے ان کے لیے ان عورتوں پر حق رکھے ہیں"

سنن ابو داود حدیث نمبر (2140) مندرجہ بالا الفاظ ابو داود کے ہیں، سنن ترمذی حدیث نمبر (1192) علامہ البانی رحمہ اللہ نے السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ حدیث نمبر (1203) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

ہماری عزیز بہن: ہم آپ سے اس لیے مخاطب تھے کہ آپ نے ہی سوال کیا تھا، ہمارا خیال ہے کہ آپ کا ہماری بات سننا زیادہ قریب تھا، اور آپ ہماری نصیحت کو جلد قبول کرینگی چاہے اس کے لیے آپ کو بھاری قیمت ادا کرتے ہوئے اپنے کچھ حقوق سے دستبردار بھی ہونا پڑے، اور آپ اپنے اوپر کیے گئے ظلم کو معاف کر دیں تو کوئی حرج نہیں.

کون بے وقوف ہے جو یہ گمان کرتا ہو کہ اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہو جانا اور معاف کر دینا عیب و نقصان کہلاتا ہے، بلکہ یہ تو کمال اخلاق کہلاتا ہے.

امام مسلم رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں ہوتی، اور معافی و درگزر سے تو اللہ سبحانہ و تعالی بندے کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے، اور اللہ کے لیے تواضع و انکساری اختیار کرنے والے کو اللہ تعالی اور بلند فرماتا ہے"

صحیح مسلم حدیث نمبر (2588).

رہی آپ کے خاوند کے ساتھ بات کرنا، یا اسے ڈانٹنا اور سزا دینا تو یہ ایک ناصح و شفقت کرنے والے کی بات ہوگی اور اسے ان کی طرف سے عتاب ہوگا جو اس سے محبت کرنے والے ہیں، اور اس کے لیے برے انجام اور بری راتوں سے ڈرنے والے ہیں کہ کہیں اس کا انجام برا نہ ہو، اور وہ اسے ابلیس اور اس کے لاؤ لشکر کی اطاعت کرنے اور بات ماننے سے اجتناب

کرنے اوران سے بچ کر رہنے کی تلقین کریں گے، کہ کہیں شیطان کی بات مان کر اللہ جل جلالہ کی نافرمانی کر کے اللہ کے غضب کا شکار نہ ہو جائے.

آپ کا خاوند کا ابلیس لعین کی اطاعت کرتے ہوئے بات کو کچھ اس طرح ماننا ہے کہ :

صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" یقینا ابلیس اپنا تخت پانی پر لگا کر اپنا لاؤ لشکر بھیجتا ہے، اور ابلیس کے ہاں سب سے قریب قدر و منزلت والا وہ شیطان ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ پھیلانے والا ہو، ان میں سے ایک شیطان آکر ابلیس سے کہتا ہے میں نے ایسے ایسے کیا، ابلیس اسے کہتا ہے تم نے کچھ بھی نہیں کیا.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ایک دوسرا شیطان آکر کہتا ہے : میں نے اسے اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اس کے اوراس کی بیوی کے مابین علیحدگی نہیں کرادی.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

توابلیس اسے اپنے قریب کرتا اور کہتا ہے : ہاں تم ہو!! اعمش رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ : میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا : وہ اسے اپنے ساتھ لگاتا ہے !!"

صحیح مسلم حدیث نمبر (2813).

رہا مسئلہ کہ آپ نے خاوند نے اپنے پروردگار کا غضب اور ناراضگی مول لی ہے اور وہ اللہ سبحانہ وتعالی کی نافرمانی و معصیت کا مرتکب ہوا ہے، لہذا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ضرور سنے :

" تم عورتوں کے بارہ میں اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرو اور ڈرو، کیونکہ تم نے انہیں اللہ ک امان کے ساتھ حاصل کیا ہے، اور تم نے ان کی شرمگاہیں اللہ کے کلمہ کے ساتھ حلال کی ہیں..."

صحیح مسلم حدیث نمبر (1218).

اللہ کے بندے کیا اللہ کی امان اس طرح ہوتی ہے ؟!!

اللہ کے بندے کیا اللہ کے کلمہ کے ساتھ ایسے کرو گے ؟!!

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو؟

حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو آپ کو یہ فرمایا ہے :

" عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (3331) صحیح مسلم حدیث نمبر (1468).

اور ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" تم میں سب سے بہتر اور اچھا وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے لیے اچھا ہے، اور میں اپنے اہل و عیال کے لیے تم میں سے سب سے بہتر ہوں "

سنن ترمذی حدیث نمبر (3895) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1977) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

کیا نیکی وحسن سلوک اور حسن معاشرت ایسے ہی ہوتی ہے جیسے آپ کر رہے ہیں.

حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان تو یہ ہے :

.{اوران عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرو}.النساء (19).

کیا بیوی بچوں کی دیکھ بھال اور ذمہ داری اس طرح ادا ہوتی ہے جس طرح آپ کر رہے ہیں ؟

حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تو یہ ہے :

" تم میں سے ہر ایک شخص ذمہ دار اور نگران وحاکم ہے اور وہ اپنی رعایا کے بارہ جوابدہ ہے ، حکمران اپنی رعایا کا ذمہ دار ہے ، اور اس سے اس کے متعلق بازپرس کی جائیگی ، اور آدمی اپنے اہل وعیال کا ذمہ دار ہے اس سے ان کے متعلق بازپرس کی جائیگی ، اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہے اس سے اس کے بارہ میں بازپرس کی جائیگی ، اور خادم اپنے مالک کے مال کا ذمہ دار ہے اس سے اس کی ذمہ داری کے بارہ میں جواب دینا ہوگا "

راوی بیان کرتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا کہ : آدمی اپنے باپ کے مال کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارہ میں سوال کیا جائیگا ، تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارہ میں سوال کیا جائیگا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (893) صحیح مسلم حدیث نمبر (1829).

کیا آپ نے جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالی کے بارہ میں نہیں سنا کہ وہ عبید اللہ بن زیاد جو کہ ایک ظالم گورنر تھا کے پاس گئے اور اسے کہنے لگے :

" میرے بیٹے میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے :

" سب سے شریر اور برے راعی اور ذمہ دار وہ ہیں جو ظلم وستم کرنے والے ہیں ؛ اس لیے میری نصیحت ہے کہ تم ان میں سے مت بنو !! "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1830).

اللہ کے بندے کیا آپ نے اس سے قبل کبھی سنا ہے کہ بیماری کے لیے کوئی عمر کی قید ہے ، یا پھر سر درد کے لیے کسی جگہ یا وقت کی شرط پائی جاتی ہے ؟ !!

ہم نے تو اس سے عجیب وغریب کوئی اور بات نہیں سنی !!

یا پھر آپ کو دلیل کی ضرورت ہے ؟ تو پھر اللہ کے بندے ذرا غور سے سنیں :

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بقیع سے واپس آئے تو مجھے سر درد ہو رہی تھی اور میں کہہ رہی تھی : ہائے میرا سر تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے : بلکہ عائشہ ہائے میرا سر "

اسے ابن ماجہ نے حدیث نمبر (1465) میں روایت کیا اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے مشکاۃ المصابیح کی تخریج حدیث نمبر (5970) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

مسلمان بھائی آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہوئے اور وفات پائی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی عمر اٹھارہ برس تھی جس کا معنی یہ ہوا کہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو یہ سر درد اٹھارہ برس کی عمر سے قبل ہوئی تھی یعنی چھوٹی عمر میں ہی تھیں.

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سر درد کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ ان کی تکلیف کو کم کرنے کے لیے اسے اپنے سر کی درد قرار دیا جو کہ ایک وجدانی کیفیت کی حیثیت رکھتی ہے.

اور جب ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے دریافت کیا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر می کیا کرتے تھے ؟

تو انہوں نے جواب دیا : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ساتھ کام کاج میں شریک ہوا کرتے تھے یعنی ان کی خدمت کیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لیے چلے جاتے "

اسے امام بخاری نے صحیح بخاری حدیث نمبر (676) میں روایت کیا ہے.

اگر آپ دلیل چاہتے ہیں تو یہ اس کی دلیل ہے، لیکن ہمارے خیال میں آپ کو دلیل کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ عمل اسی صورت میں کریں گے جب اس بیماری کی آپ کے پاس کوئی دلیل ہو، راستہ تو آپ کے سامنے ہے، لیکن آپ اس راستے پر چل نہیں رہے !!

اللہ کے بندے آپ کے ساتھ بات طویل و لمبی اور پیچیدہ ہے بات سے بات نکل رہی ہے، اور جسے قلیل اور تھوڑی بات فائدہ نہ دے اسے زیادہ بات کبھی فائدہ نہیں دیتی !!

اس لیے اللہ کے بندے آپ اس سے بچیں کہ اللہ آپ کو آزمائش میں ڈالے، اور آپ اس کمزور اور ضعیف عورت کے محتاج ہوں کہ وہ آپ کو سنبھالے، اور آپ کی دیکھ بھال کرے تو کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ وہ بھی اس وقت آپ کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ کرے جس طرح اس کے ساتھ آپ کر رہے ہیں ؟ !!

یا آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ وہ آپ سے زیادہ کریم بنتے ہوئے آپ کی تصدیق کرے، حالانکہ آپ اسے جھوٹا کہہ رہے ہیں، اور وہ آپ کی دیکھ بھال کرے حالانکہ آپ اسے ضائع کر رہے ہیں اور اس کی تکلیف کا احساس نہیں کر رہے، اور وہ آپ کے ساتھ نرمی و شفقت کا برتاؤ کرے، حالانکہ آپ اس پر تنگی کر رہے ہیں، وہ آپ سے بردباری کا معاملہ کرے حالانکہ تم اس سے جہالت و بے وقوفی کا معاملہ کر رہے ہو ؟ !!

اللہ کی قسم ان میں سے زیادہ میٹھا کڑوا ہے !!

اس لیے اللہ کے بندے آپ اپنے لیے احسان و بھلائی کی راہ اختیار کریں، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ کچھ نہیں} الرحمن (60).

جو کوئی بھی خیر و بھلائی کریگا اسے اس کا بدلہ ضرور ملے گا، اللہ اور لوگوں میں عرف رائیگاں نہیں ہے.

واللہ اعلم.